بریلویت کا ذہنی سفر

تالیف

ڈاکٹر ابو عدنان سہیل

دار الکتاب دیوبند

بریلویت کا ذہنی سفر

ڈاکٹر ابو عدنان سہیل

سابق لیکچرار:
جامعہ طبیہ دیوبند

ناشر

دار الکتاب دیوبند

تفصیلات

نام کتاب : —— "بریلویت کا ذہنی سفر"
مؤلف : —— ڈاکٹر ابو عدنان سہیل
تعداد صفحات : —— ۳۴۴
طبع اول : —— ۱۴۲۳ھ مطابق ۲۰۰۲ء
کمپیوٹر کتابت : —— یاسر ندیم کمپیوٹرس دیوبند
(فضل الرحمن القاسمی سدھارتھ نگری)
طباعت : —— یاسر ندیم فوٹو آفسیٹ پریس دیوبند

یہ کتاب اس پتے پر بھی مل سکتی ہے : —
ڈاکٹر ابو عدنان سہیل، فیصل اسکرین پرنٹرس 145/14
نوری نگر، بہیڑی 243201 ضلع بریلی (یو پی)

ناشر
دار الکتاب دیوبند

فہرست مضامین

جناب رضا علی خاں نے اپنے اس ہونہار پوتے کی تربیت جس نہج پر کی تھی وہ ان کی بیدار مغزی اور شیعی کاز کے لئے ان کی جد و جہد کی آئینہ دار ہے۔ تاہم ان کی عمر نے وفا نہ کی اور وہ اپنی امیدوں کا مرکز، ذہین و فطین احمد رضا خاں کی ادھوری تربیت چھوڑ کر دنیا سے چلے گئے۔!

جناب نقی علی خاں نے اپنے والد کی خواہش اور وصیت کو پورا کرنے کے لئے اور اپنے خاندانی مذہب کے مفاد کی خاطر بے فکری کے ان تمام نوابی مشاغل کو ترک کر کے بالآخر اپنے فرزند ارجمند احمد رضا خاں صاحب کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ مرکوز کر دی۔ ان کے دور میں غدر ۱۸۵۷ء کے بعد کی ہمہ ہمی اور علماء حق کے خلاف انگریز حکومت کی انتقامی کارروائی تقریباً ختم ہو چکی تھی اور اطمینان کا سانس لیتے ہی بچے کھچے علماء حق نے ہندوستان میں اسلام کے بقاء واستحکام کے لئے جہاد بالسیف کے بجائے ''قلمی جہاد'' کا منصوبہ بنا کر عملی جد و جہد شروع کر دی تھی۔ جس کا اولین مظہر ''دار العلوم دیوبند'' اور ''مدرسہ شاہی مراد آباد'' کا بہ یک وقت قیام اور ان کے ماتحت تقریباً دس ہزار مکاتب اسلامیہ کی فوری طور پر تاسیس ہو چکی تھی۔ خود بریلی میں ''دیوبندی فکر'' کے دو مدرسے ''مصباح التہذیب'' اور ''اشاعت العلوم'' کے نام سے منصۂ شہود پر آ چکے تھے اس دور میں بریلی کے عوام و خواص پر شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے دینی فکر کا غلبہ اور ان کی تعلیمات ان کے ذہنوں پر چھائی ہوئی تھیں۔ نقی علی خاں اپنے فرزند دلبند ''امّن میاں'' کو بھلا جانے بوجھتے ہوئے ان ''سُنّی الفکر'' مدرسوں میں تعلیم حاصل کرنے کیسے بھیج دیتے جو شیعیت کے جانی دشمنوں کے قائم کردہ تھے ــــ؟ چنانچہ انہوں نے احمد رضا خاں صاحب کو قواعد کی چند ابتدائی کتابیں خود ہی پڑھائی تھیں۔ پھر شرح چغمینی کے ابتدائی اسباق کے بعد بقول احمد رضا خاں صاحب کے ان کا تعلیمی سلسلہ منقطع ہو گیا تھا۔ خانصاحب بریلوی اس بات کا خود بھی اعتراف کرتے ہیں کہ :ــــ

میرا کوئی اُستاذ نہیں۔ میں نے اپنے والد ماجد علیہ الرحمۃ سے صرف چار قاعدے جمع، تفریق، ضرب و تقسیم محض اس لئے سیکھے تھے کہ ترکہ کے مسائل میں

ان کی ضرورت پڑتی تھی۔ شرح چغمنی شروع کی ہی تھی کہ حضرت والد ماجد نے فرمایا۔ کیوں اپنا وقت ضائع کرتے ہو۔ یہ علوم مصطفیٰ پیارے کی سرکار سے تم کو خود ہی سکھا دئے جائیں گے۔'' (''المیزان'' بمبئی امام احمد رضا نمبر ۳۳۲)

جناب احمد رضا خاں صاحب کے بچپن کے دور کے ایک اور استاذ کا نام ان کے سوانح نگاروں نے لکھا ہے اور وہ ہے نبیِ کذّاب غلام احمد قادیانی کا بڑا بھائی غلام قادر بیگ۔ اس کے بعد ان کا تعلیمی پس منظر مکمل تاریکی میں ڈوبا ہوا نظر آتا ہے، اگرچہ خانصاحب بریلوی کے سوانح نگاروں نے انہیں درجنوں علوم وفنون کا عالم بتایا ہے جیسے حدیث، فقہ، علم کلام، منطق، فلسفہ، ریاضی، الجبراء، جغرافیہ، علم ہندسہ، علم ہیئت، علم تکسیر، علم نجوم و جفر میں مہارت کے دعویٰ کے ساتھ ساتھ اور بھی ایک درجن سے زیادہ معروف وغیر معروف علوم وفنون پر ان کی دسترس کا پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے جیسے علم توقیت اور صنعت طلسم و توشح اور شعر و شاعری وغیرہ۔

جناب احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے بارے میں ان کے سوانح نگاروں کا دعویٰ اگر بالفرض دولت اور حقیقت پر مبنی ہے تو پھر ظاہر سی بات ہے کہ اتنے سارے علوم وفنون انہوں نے بغیر کسی استاذ کی مدد کے یونہی تو سیکھ نہیں لئے ہوں گے اور نہ ان پر کوئی ''جعلی وحی'' اترنے کا اعتراف ان کے سوانح نگاروں نے کہیں کیا ہے تو پھر اتنے بہت سے علوم وفنون کی تحصیل انہوں نے آخر کس طرح کی ہے ــــ؟ ان تمام علوم میں خاص طور پر ''علم جفر'' سے جناب احمد رضا خاں صاحب کی غیر معمولی دلچسپی اور ذہنی لگاؤ اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ ان کو اس ''خالص شیعی علم'' کی چاٹ لگانے والا کوئی منجھا ہوا شیعہ استاذ ہی تھا۔ کیونکہ شیعی روایات کے مطابق علم جفر کی ایجاد انکے چھٹے امام جعفر صادق نے کی تھی۔ {۱} اسی طرح یہ بات بھی اظہر من الشّمس ہے کہ اہلِ تشیع اس مخصوص علم یعنی ''علم جفر'' کو ہمیشہ دوسروں سے چھپاتے رہے ہیں اور غیر شیعہ لوگوں کو سکھانے میں ہمیشہ محتاط رہے ہیں۔ ایک ''مخلص شیعہ'' ہی ان سے یہ علم حاصل کر سکتا ہے ــــ!! اس سے یہ بھی قیاس کیا جا سکتا

{۱} ملاحظہ ہو ''اصول کافی'' ابو جعفر یعقوب کلینی رازی ج ۱ ص ۲۳۹ مطبوعہ تہران۔